

مکاتیب غالب

۷



اس سبق کی تدوین کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مختلف تحاریر (روداد، مضامین، خطوط، ادارے، خبریں، رپورٹ، اشتہار وغیرہ) پڑھ کر ان کے مقاصد کی توجہ دے سکیں۔
- مختلف مصنفین / شعرا کے ادب پارے پڑھ کر اس زمانے کی تاریخ سے واقف ہوتے ہوئے عصری تناظر میں اس کا تجزیہ و تبصرہ کر سکیں۔
- کسی بھی نثر پارے / نظم میں موضوعات کی شناخت کرتے ہوئے مصنف اور قارئین کے نقطہ نظر کے ساتھ اس کی وضاحت کے لیے اپنی رائے دے سکیں۔
- منظوم یا منثور کسی بھی دو اصناف ادب یا اقتباسات کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے تبصرہ کر سکیں۔ (اصناف، موضوعات، پیش کش، ادبی محاسن، مصنف کا نقطہ نظر، زبان و بیان کا انتخاب اور قارئین پر اثرات کے لحاظ سے)
- ضرورت کے مطابق متعلقہ مواد کی فراہمی کے لیے مختلف فارم مثلاً: بذریعہ، صحافتی، عدالتی دستاویزیں پر کر سکیں۔
- عبارت پڑھتے ہوئے تمام علامات ادقاف کا لحاظ رکھ سکیں۔
- مرکب تام اور مرکب ناقص کے فرق کو سمجھتے ہوئے تحریر میں استعمال کر سکیں۔
- مرکب مصادر بنا سکیں اور استعمال کر سکیں۔

پڑھیں



منشی ہر گوپال تفتہ

صاحب!

تم جانتے ہو کہ یہ معاملہ کیا ہے اور کیا واقعہ ہوا؟ وہ ایک جنم تھا کہ جس میں ہم تم باہم دوست تھے اور طرح طرح کے ہم میں تم میں معاملات مہر و محبت درپیش آئے۔ شعر کہے، دیوان جمع کیے۔ اسی زمانے میں ایک بزرگ تھے کہ وہ ہمارے تمہارے دوست دلی تھے اور منشی نبی بخش ان کا نام اور حقیر تخلص تھا۔ ناگاہ نہ وہ زمانہ رہا، نہ وہ معاملات، نہ وہ اختلاط، نہ وہ انبساط۔ بعد چند مدت کے پھر دوسرا جنم ہم کو ملا۔ اگرچہ صورت اس جنم کی بعینہ مثل پہلے جنم کے ہے۔ یعنی ایک خط میں نے منشی نبی بخش صاحب کو بھیجا، اس کا جواب مجھ کو آیا اور ایک خط تمہارا کہ تم بھی موسوم بہ منشی ہر گوپال اور تخلص بہ تفتہ ہو، آج آیا اور میں جس شہر میں ہوں اس کا نام بھی دلی اور اس محلے کا نام بلی ماروں کا محلہ ہے لیکن ایک دوست اس جنم کے دوستوں میں نہیں پایا جاتا۔ واللہ ڈھونڈنے کو مسلمان اس شہر میں نہیں ملتا۔ کیا امیر، کیا غریب، کیا اہل حرفہ، اگر کچھ ہیں تو باہر کے ہیں۔ ہنود البتہ کچھ کچھ آباد ہو گئے ہیں۔

اب پوچھو تو کیوں کر ممکن قدیم میں بیٹھا رہا؟ صاحب بندہ میں حکیم محمد حسن خاں مرحوم کے مکان میں نو دس برس سے کرایہ کو رہتا ہوں اور یہاں قریب کیا دیوار بہ دیوار ہیں، گھر حکیموں کے اور وہ نوکر ہیں راجا اندر سنگھ بہادر والی پٹیالہ کے۔ راجا صاحب نے صاحبان عالی شان سے عہد لیا تھا کہ بروقت غارت دہلی یہ لوگ بچے رہیں۔ چنانچہ بعد فتح، راجا کے سپاہی یہاں آ بیٹھے اور یہ کوچہ محفوظ رہا۔ ورنہ میں کہاں اور یہ شہر کہاں؟ مبالغہ نہ جاننا، امیر،

غریب سب نکل گئے۔ جو رہ گئے تھے نکالے گئے۔ جاگیر دار، پنشن دار، دولت مند، اہل حرفہ، کوئی بھی نہیں ہے۔ مفصل حالات لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ ملازمان قلعہ پر شدت ہے۔ باز پرس اور دار و گیر میں مبتلا ہیں۔ میں غریب شاعر، دس برس سے تاریخ لکھنے اور شعر کی اصلاح دینے پر متعلق ہوا ہوں۔ خواہ اس کو نوکری سمجھو، خواہی مزدوری جانو۔ اس فتنہ و آشوب میں کسی مصلحت میں میں نے دخل نہیں دیا۔ صرف اشعار کی خدمت، بجالاتا رہا اور نظر اپنی بے گناہی پر، شہر سے نکل نہیں گیا۔ میرا شہر میں ہونا حکام کو معلوم ہے مگر چونکہ میری طرف بلا شای دفتر میں سے یا مخبروں کے بیان سے کوئی بات نہیں پائی گئی لہذا طلبی نہیں ہوئی۔ ورنہ جہاں بڑے بڑے جاگیر دار بلائے ہوئے یا پکڑے ہوئے آئے ہیں، میری کیا حقیقت تھی۔ غرض اپنے مکان میں بیٹھا ہوں۔ دروازہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ سوار ہونا اور کہیں جانا تو بہت بڑی بات ہے۔ رہا یہ کہ کوئی میرے پاس آوے، شہر میں ہے کون؟ گھر کے گھر بے چراغ پڑے ہیں۔ جرنیلی بندوبست یازدہم مئی سے آج تک یعنی شنبہ پنجم دسمبر ۱۸۵۷ء تک بدستور ہے۔ کچھ نیک و بد کا حال معلوم نہیں، بلکہ ہنوز ایسے امور کی طرف حکام کو توجہ بھی نہیں دیکھیے، انجام کار کیا ہوتا ہے۔ یہاں سے باہر اندر کوئی بغیر ٹکٹ کے آنے جانے نہیں پاتا۔ تم زہار یہاں کا ارادہ نہ کرنا۔ ابھی دیکھنا چاہیے مسلمانوں کی آبادی کا حکم ہوتا ہے یا نہیں۔ بہر حال فشی صاحب کو میرا سلام کہنا اور یہ خط دکھا دینا۔ اس وقت تمہارا خط پہنچا اور اسی وقت میں نے یہ خط لکھ کر ڈاک کے ہر کارے کو دے دیا۔

(غالب)

شنبه ۵ دسمبر ۱۸۵۷ء

علاؤ الدین احمد خاں علائی

صاحب! میری داستان سنئے۔ پنشن بے کم و کاست جاری ہوا۔ زر محنت سہ سالہ یکشت مل گیا۔ بعد ادائے حقوق چار سو روپے دینے باقی رہے اور ستاسی روپے گیارہ آنے مجھے بچے۔ مئی کا مہینہ بدستور ملا، آخر جون میں حکم ہو گیا کہ پنشن دار علی العموم ششماہی پایا کریں۔ ماہ بماء و پنشن تقسیم نہ ہوا کرے۔

میں دس بارہ برس سے حکیم محمد حسن خان کی حویلی میں رہتا ہوں۔ اب وہ حویلی غلام اللہ خان نے مول لے لی۔ آخر جون میں مجھ سے کہا کہ حویلی خالی کر دو۔ اب مجھے فکر پڑی کہ کہیں دو حویلیاں قریب، ایسی ملیں کہ ایک محل سرا اور ایک دیوان خانہ ہو۔ نہ ملیں۔ ناچار یہ چاہا کہ بلی ماروں میں ایک مکان ایسا ملے کہ جس میں جا رہوں، نہ ملا۔ تمہاری چھوٹی پھوپھی نے بے کس نوازی کی، کڑوا والی حویلی مجھ کو رہنے کو دی۔ ہر چند وہ رعایت مرعی نہ رہی کہ محل سرا سے قریب ہو۔ مگر خیر، بہت دُور بھی نہیں۔ کل یا پھر سول وہاں جا رہوں گا۔ ایک پاؤں زمین پر ہے، ایک پاؤں رکاب میں۔ تو شے کا وہ حال، گوشے کی یہ صورت۔

کل شنبہ ۱۷ ذی الحجہ کی اور ۷ جولائی کی، پہر دن چڑھے تمہارا خط پہنچا۔ دو گھنٹی بعد سنا گیا کہ امین الدین صاحب نے اپنی کوٹھی میں نزول اجلال کیا۔ پہر دن رہے، ازراہ مہربانی ناگاہ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے ان کو ڈبلا اور افسردہ پایا۔ دل کڑھا۔ علی حسین خاں بھی آیا، اس سے بھی ملا۔ میں نے تمہیں پوچھا کہ وہ کیوں نہیں آئے۔ بھائی صاحب بولے کہ جب میں یہاں آیا تو کوئی وہاں بھی تو رہے اور اس سے علاوہ وہ اپنے بیٹے کو بہت چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اتنا ہی جتنا تم اس کو چاہتے تھے؟ ہنسنے لگے۔ غرض کہ میں نے بظاہر ان کو تم سے اچھا پایا۔ آگے تم لوگوں کے دلوں کا مانگ اللہ ہے۔

نگاشتہ درداں داشتہ یک شنبہ بین الطسرد العصر

راقم، غالب

۱۸۔ ذی الحجہ ۱۲۶۲ھ (۸۔ جولائی ۱۸۶۰ء)

(مکتوبہ غالب، مرتبہ: ڈاکٹر ظلیق انجم)

مرزا اسد اللہ خان غالب (۱۷۹۷ء-۱۸۶۹ء)

مرزا اسد اللہ خان غالب ۲۷ دسمبر ۱۷۹۷ء میں آگرہ کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جب ان کے والد مرزا عبد اللہ بیگ خاں کی وفات ہوئی تو غالب کی عمر فقط پانچ سال تھی۔ اس کے بعد ان کے چچا مرزا نصر اللہ بیگ خان نے انھیں اپنی بھرائی میں لے لیا۔ مرزا غالب کے اساتذہ میں مشہور مدرسین نظیر اکبر آبادی اور مولوی محمد معظم کے نام لیے جاتے ہیں۔ انھیں اپنے عہد کے مروجہ علوم مثلاً منطق، فلسفہ، طب، علم ہیئت، صرف و نحو اور علم عروض وغیرہ سے واقفیت حاصل تھی۔ غالب نے شاعری اور نثر دونوں میں طبع آزمائی کی ہے اور شہرت اور ناموری کی بلندیوں کو چھوا ہے۔ ان کی نمایاں ترین صفت ان کی انفرادیت ہے جس نے ان کی نظم و نثر کو جدت سے ہم آہنگ کیا ہے۔ خطوط غالب آردو کے نثری سرمائے میں نہایت قدر و منزلت کے حامل ہیں۔ جنھوں نے مقفیٰ اور کسح نثر کے مزان کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور سادہ نویسی کو رواں کر نثر کو ایک نئی راہ پر گامزن کر دیا۔ سہل اور رواں اسلوب بیان، مکالمہ نویسی، بے تکلف اندازِ نظم، سادگی و پُر کاری، شوخی و ظرافت اور القاب و آداب کا اختصار ان کے خطوط کی نمایاں ترین خصوصیات ہیں۔ ان کے علاوہ یہ خطوط عصری دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُس عہد کی کچی تصاویر خطوط غالب میں جابجا بکھری پڑی ہیں۔ یہی خطوط ہیں جو اردو ادب کی کئی اصناف کا موجب بنے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ غالب شاعری میں انفرادی حیثیت کے حامل ہیں تو نثر میں بھی وہ منفرد مقام رکھتے ہیں۔



مشق

۱۔ درج ذیل الفاظ میں سے درست جوابات منتخب کیجیے۔

۱۔ یہاں (دہلی) سے باہر اندر کوئی بغیر----- کے آنے جانے نہیں پایا۔

الف۔ سواری ب۔ فکٹ ج۔ اجازت د۔ رکاوٹ

۲۔ مجرم-----پاتے ہیں۔

الف۔ اقامت ب۔ اجازت ج۔ سپاست د۔ رہاضت

۳۔ غالب ستمی بر س سے تاریخ لکھنے پر متعلق تھے۔

الف- نو ب- دس ج- گیارہ د- بارہ

۴۔ گھر کے گھر-----پڑے ہیں۔

الف۔ بے کواڑ ب۔ بے چراغ ج۔ ویران د۔ خالی

۵۔۔۔۔۔ بے کم وکاست جاری ہوا۔

الف۔ پیش ب۔ حکم ج۔ سخن د۔ حالان

۶۔ ایک پاؤں زمین پر ہے، ایک پاؤں ----- میں

الف۔ رکاب ب۔ طناب ج۔ سراب د۔ عتاب

۲۔ مرزا غالب کی تکنیک، مقصد اور اسلوب پر مبنی درج ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

الف۔ غالبؔ نے دوسرا جہنم کس دور کو قرار دیا ہے؟

ب۔ غالب کے خط میں کن حالات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟

ج۔ غالب پہلے جنم کو کیوں یاد کرتے ہیں؟

د۔ غالب مسکن قدیم میں کیوں بیٹھے رہے؟

ہ۔ غالب کے خطوط کی کوئی سی دو خصوصیات بیان کیجیے۔

س۔ ضیائی الدین کی آواز میں مکاتیب غالب کو تحت اللفظ میں سنئے اور ان کے محاسن کی نشان دہی کیجیے۔

۳۔ مختلف طلبہ باری باری مکاتیب غالب کی درست تلفظ، لب و لہجہ اور تاثر کے ساتھ بلند خوانی کرنے کے بعد پانچ پانچ طلبہ پر مشتمل گروہ بنائیں اور مختلف اخلاقی، معاشی اور ثقافتی امور وغیرہ کے سلسلے میں اپنی گفت گو میں موزوں الفاظ و تراکیب پر مشتمل روزمرہ اور محاورات کو استعمال کریں۔ اس سلسلے میں، شامل نصاب 'مکاتیب' غالب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ آج شہر کے اخبار لکھتا ہوں۔ سوانح لیل و نہار لکھتا ہوں۔ کل شیخ شنبہ ۲۵ مئی کو اوّل روز بڑے زور کی آندھی آئی۔ پھر خوب مینہ برسا، وہ جاڑا پڑا کہ شہر کرکڑ مہر رہ گیا۔ قابل عطار کے کوچے کا بقیہ مٹایا گیا۔ کشمیری کٹڑے کی مسجد زمین کا پیوند ہو گئی۔ اللہ اللہ گنبد مسجدوں کے ڈھائے جاتے ہیں اور ہنود کی ڈیوڑھیوں کی جھنڈیوں کے پرچم لہرائے جاتے ہیں۔“

۵۔ مرزا غالب کے مکاتیب پر مشتمل مجموعوں 'اردوئے معلیٰ' اور 'عود ہندی' کا مطالعہ کریں اور مرزا غالب کے زمانے کی تاریخ سے واقف ہوتے ہوئے عصری تناظر میں تجزیہ اور تبصرہ کرنے کی مشق کریں۔

۶۔ مرزا غالب نے اپنے خطوط میں نہ صرف اپنے عہد کی تاریخ اور واقعات کو رقم کیا ہے بلکہ اپنے ذاتی، خاندانی حالات کو بھی قاری تک پہنچایا ہے۔ اس کے علاوہ مکتوب نگاری کو روایتی اسلوب سے نکال کر بے تکلفی کی فضا سے روشناس کرایا۔ تاریخی، سوانحی اور ادبی موضوعات کی شناخت کرتے ہوئے مرزا غالب کے خطوط کا مطالعہ کریں اور اپنی رائے کا اظہار کریں۔

۷۔ انٹرنیٹ سے مختلف سرکاری، صحافتی اور عدالتی دستاویزات کو ڈاؤن لوڈ کریں اور انھیں پُر کرنے کی مشق کریں۔

مرکب تام، مرکب ناقص اور مرکب مصادور:

(مرکب ناقص) دو یا دو سے زائد الفاظ کا ایسا مجموعہ جس سے کہنے والے کا مقصد پورا نہ ہو اور بات سننے والے کی سمجھ میں پوری طرح نہ آئے تو اسے مرکب ناقص کہیں گے۔ مثلاً: 'سرودی کا موسم'۔ لڑکوں کے جوتے، لڑکی کی کتابیں وغیرہ

دو یا دو سے زائد الفاظ کا ایسا مجموعہ جس سے کہنے والے کا مقصد پورا ہو جائے مرکب تام کہلاتا ہے۔ مثلاً: لڑکے کرکٹ کھیل رہے ہیں۔

❖ مرکب ناقص کی اقسام: (توصیفی، اضافی، عطفی)

i۔ مرکب توصیفی: ایسا مرکب جو موصوف اور اسم صفت سے ملکر بنا ہوا ہے مرکب توصیفی کہیں گے۔ ہو۔ جیسے: تیز آدمی۔ ٹھنڈا موسم

ii۔ مرکب عطفی: ایسا مرکب جو معطوف الیہ، حرف عطف اور معطوف الیہ کے ملنے سے تشکیل پاتا ہے۔ مثلاً: صبح و شام، دن اور رات وغیرہ

iii۔ مرکب اضافی: ایسا مرکب جس میں ایک اسم کا تعلق دوسرے اسم کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے۔ جیسے: چڑیا کی آواز، بلبل کے گیت وغیرہ

مصدر ایک ایسا اسم ہے جو خود کسی سے نہیں بنتا لیکن اس سے کئی لفظ بن سکتے ہیں۔ جب ایک مصدر کسی اسم یا کسی فعل کے ساتھ مل کر بنتا ہے تو اسے مرکب مصدر کہتے ہیں۔ مثلاً: روٹی کھانا، چھلانگ لگانا، غصہ کرنا۔ مگر جانا، مار ڈالنا، لڑ پڑنا وغیرہ۔ مرکب مصدر میں جب دو فعل اکٹھے آجائیں تو پہلے فعل کو اصل فعل جب کہ دوسرے فعل کو امدادی یا معاون فعل کہتے ہیں۔

۸۔ مرکب ناقص اور مرکب تام میں فرق واضح کریں نیز ہونا، آنا، رہنا کو بہ طور معاون یا امدادی فعل استعمال کریں۔

۹۔ درج ذیل عبارت کو علامات و قاف کا لحاظ رکھتے ہوئے باری باری پڑھیں۔

صاحب! میری داستان سنئے۔ پنسن بے کم و کاست جاری ہو۔ زرِ مجتہدہ سہ سالہ یکمشت مل گیا۔ بعد اداۓ حقوق چار سو روپے دینے باقی رہے اور ستاسی روپے گیارہ آنے مجھے بچے۔ مئی کا مہینہ بدستور ملا، آخر جون میں حکم ہو گیا کہ پنسن دار علی العوم ششماہی پایا کریں۔ ماہِ ہماہ و پنسن تقسیم نہ ہوا کرے۔ میں دس بارہ برس سے حکیم محمد حسن خان کی حویلی میں رہتا ہوں۔ اب وہ حویلی غلام اللہ خان نے مول لے لی۔ آخر جون میں مجھ سے کہا کہ حویلی خالی کر دو۔ اب مجھے فکر پڑی کہ کہیں دو حویلیاں قریب، ایسی ملیں کہ ایک محل سرا اور ایک دیوان خانہ ہو، نہ ملیں۔ ناچار یہ چاہا کہ بلی ماروں میں ایک مکان ایسا ملے کہ جس میں جا رہوں، نہ ملا۔ تمھاری چھوٹی پھوپھی نے بے کس نوازی کی، کڑوا دالی حویلی مجھ کو رہنے کو دی۔ ہر چند وہ رعایت مرعی نہ رہی کہ محل سرا سے قریب ہو۔ مگر خیر، بہت دُور بھی نہیں۔ کل پیر سوں وہاں جا رہوں گا۔ ایک پاؤں زمین پر ہے، ایک پاؤں رکاب میں۔ تو شے کا وہ حال، گوشے کی یہ صورت۔



علامہ اقبال کے خطوط کا کوئی ایک مجموعہ اپنی کالج لائبریری سے جاری کروائیں۔ ان خطوط میں موجود موضوعات اور مضامین کو پڑھ کر ان کے مقاصد کی ترجمانی کرنے کی مشق کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

• سبق خوانی سے قبل مکتیب غالب کے مجموعوں 'اردوئے معلیٰ' اور 'عود ہندی' کے حوالے سے مرزا غالب کی خطوط کی ادبی، تاریخی اور سوانحی اہمیت سے آگاہ کریں تاکہ طلبہ منشور کلام سے متعلق اشارات اور اہم نکات سن کر ان کے فہم کا تجزیہ کرتے ہوئے رائے دے سکیں۔

